



سوال

(37) ایک شخص رفع الیدین کے میں حقارت لگے کہ یہ لوگ روتے پیٹتے ہیں الخ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا حکم ہے ایسے شخص کے حق میں جو چند ایک نمازوں کی موجودگی میں طنزاً یا استہزاً یا حقارتاً رفع الیدین کے بارے میں کہے کہ یہ لوگ روتے پیٹتے ہیں اور ساتھ ہی حقارت کے طور پر ہاتھ سے اشارہ بھی کرے جواب مدلل ہو؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

شخص مذکور جہالت کرتا ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اسے انکار ہے تو کیا حضرت پیر جیلانی کی کتاب غنیۃ الطالبین بھی اس نے نہیں دیکھی، اسے دیکھے اور آئندہ ایسی جہالت کے الفاظ نہ کہے ورنہ ایمان کا خطرہ ہے۔

تشریح از قلم حضرت مفتی مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب قدس سرہ العزیز

اہل حدیث کا مذہب ہے کہ نماز میں رکوع کرتے ہوئے اور اس سے سر اٹھاتے ہوئے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھانے مستحب ہیں کیوں کہ صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے: عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا فتح الصلوۃ واذا کبر للركوع واذا رفع رأسه من الركوع فلعلمہا کذا لک (متفق علیہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ چونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفع الیدین کرنے میں کسی فریق کو اختلاف نہیں حنفیہ بھی ملتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین عند الركوع کیا، مگر منسوخ کہتے ہیں لہذا ہمیں زیادہ ثبوت دینے کی اس موقع پر حاجت نہیں بلکہ فریق ثانی کے ذمہ ہے کہ وہ نسخ کا ثبوت دیں، اس لیے بجائے مزید ثبوت دینے کے حنفیہ کرام کے دعویٰ نسخ کی پڑھنا مناسب ہے۔

اس دعویٰ پر حنفیوں کی سر دفتر دو حدیثیں ہیں ان میں سے بھی ایک اول اور ایک دوم درج کی ہے اول سر دفتر حدیث روایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جو ترمذی میں ہے جس کے الفاظ مع ترجمہ یہ ہیں: قال عبد اللہ بن مسعود الاصلی بحکم صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرة (ترمذی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں سے کہا میں تم کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بتلاؤں؟ یہ کہہ کر انہوں نے نماز پڑھی تو سوائے اول مرتبہ کے رفع الیدین نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رفع الیدین منسوخ ہے۔ جب ہی تو ایسے بڑے جلیل القدر صحابی نے رفع الیدین نہ کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن مسعود کی حدیث سے نسخ ہونا ثابت نہیں ہوتا اس لیے کہ ممکن ہے ابن مسعود کے نزدیک جیسا کہ ہمارا مذہب ہے (رفع الیدین ایک مستحب امر ہے جس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا۔ علاوہ اس کے یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک امر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایات صحیحہ ثابت ہو وہ صرف کسی صحابی کے نہ کرنے سے منسوخ قرار دیا جائے حالانکہ وہ حدیث بقول عبد اللہ بن مبارک جیسے جلیل القدر محدث کے ثابت بھی نہیں اگرچہ بقول تحقیق امام ترمذی حسن ہے تو بھی صحیح کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتی، خصوصاً جس حال میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کا اس پر عمل عام طور پر ثابت ہے۔ تو دعویٰ نسخ کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے غور سے سنئے! عن ابی حمید الساعدی سمعتہ وھو فی عشرة من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم



يقول انما اعلمكم بصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ان قال ثم يقرء ثم يكبر ويرفع يديه حتى يجاذي بها منكبيه ثم يركع الی ثم سلم قالوا صدقت هكذا كان يصلي (رواه ابو داود والدارمي والترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح)

الوحميد ساعدی نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دس صحابہ کی مجلس میں دعویٰ کیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تم سے بہتر جانتا ہوں ان کے کہنے پر اس نے بتلائی تو رکوع کرتے ہوئے اور سر اٹھاتے ہوئے دونوں وقت رفیعین کی اور ان دسوں صحابہ کرام نے تصدیق کی کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ یہ روایت اور دس صحابہ کی تصدیق ملانے سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ جن روایتوں میں آیا ہے۔ کہ کسی ایک آدھ صحابی نے رفیعین نہیں کی ان کو نماز کے ضروری ارکان خصوصاً قومہ جلسہ اعتدال وغیرہ (جن میں لوگ عموماً سستی کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث مسی الصلوٰۃ سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض لوگ ارکان صلوٰۃ میں سستی کرتے تھے ان) کی نسبت حاضرین کو تنبیہ کرنی مقصود ہوتی ہے نہ کہ امور مستحبہ کا بیان بھی۔

علاوہ اس کے اگر کسی امر میں جو سرور کائنات علیہ افضل التیجہ والصلوٰۃ سے ثابت ہو، کسی ایک صحابی کے نہ کرنے سے نسخ ہو سکتا ہے تو یہی ابن مسعود رکوع کے وقت چوں کہ تطبیق کرتے تھے دونوں ہاتھوں کو زانوؤں پر نہ رکھتے تھے، چنانچہ صحیح مسلم میں ان کا یہ مذہب ثابت ہے بلکہ اپنے شاگردوں کو اس فعل کی تاکید مزید کیا کرتے تو لامحالہ اس وقت جب کہ انہوں نے رفع یدین نہ کی ہوگی، زانوؤں پر ہاتھ بھی نہ رکھے ہوں گے۔ کیوں کہ دوسری روایتوں سے۔ ان کا مذہب یہی ثابت ہوتا ہے تو پس چاہیے کہ رکوع کے وقت زانوؤں پر ہاتھ رکھنے بھی منع ہوں حالانکہ کسی کا مذہب نہیں اور تو کسی کا کیا ہوتا خود حنفیہ کا بھی نہیں بلکہ اگر اس قسم کی روایات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اول دفعہ کے رفع یدین نہیں کی تو بھی نسخ نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ سنت خاصہ مسح امر کے لیے تو دوام فعل ضروری نہیں، دوام تو موجب وجوب ہے۔ سنت یا مسح تو وہی ہوتا ہے کہ فعل مرہ و ترک اخری (کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑ دیا ہو) جس کا اہل عقول کی اصطلاح میں مطلقہ عامہ کہنا چاہیے اور یہ تو ظاہر ہے کہ مطلقہ عامہ نقیض نہیں ہوتا۔ دوسری دلیل نسخ پر یہ ہے جسے آج کل بڑے زور سے بیان کیا جاتا ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے جس کے الفاظ مع مطلب یہ ہیں مالی اراکم رافعی ایدیکم کا نھا اذنا بخیل شمس (مسلم) رسول پاک نے صحابہ کو نماز میں ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو فرمایا کیا سبب ہے کہ تم اس طرح ہاتھ اٹھاتے ہو گویا وہ مست گھوڑوں کی دین ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس حدیث سے رفیعین کا نسخ ثابت ہوتا ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر ہاتھ اٹھانے سے منع فرمایا ہے تو ہر قسم کی رفیعین جو نماز کے اندر ہوگی منع ہوگی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ روایت مجمل ہے مفصل خود اس شبہ کا جواب دیتی ہے چنانچہ جابر بن سمرہ کہتے ہیں صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنکنا اذا سلمنا قلنا بایدنا السلام علیکم فنظر الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ماشا نکم تشیرون بایدیکم کا نھا اذنا بخیل شمس اذا سلم بعدکم فیلتفت الی صاحبہ ولایؤمی بیدہ (مسلم باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ) میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو ہماری عادت تھی کہ جب ہم اخیر نماز کے سلام پھیرتے تو اپنے ہاتھوں سے اشارہ کر کے السلام علیکم کہا کرتے تھے آنحضرت نے ہمیں دیکھا تو فرمایا تمہیں کیا ہوا کہ ایسے اشارے کرتے ہو گویا مست گھوڑوں کی دین ہیں۔ جب کوئی سلام دیا کرے تو وہ اپنے ساتھی کی طرف دیکھا کرے اور اشارہ نہ کیا کرے۔ پس یہ مفصل روایت ہی کافی جواب دے رہی ہے کہ بات کچھ اور ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بے محل رفیعین سے منع فرمایا ہے جو سلام کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے نہ کہ عند الركوع والی رفع یدین سے علاوہ اس کے نسخ میں تقدم تاخر قطعی ہونا چاہیے جو یہاں پر نہیں بھلا اگر یوں کہدے کہ یہ روایت (بشرطیکہ اس کو رفیعین عند الركوع سے تعلق ہو) خود ابن عمر کی روایت مذکورہ سے منسوخ ہے کیوں کہ ابن عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفیعین بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی عمل کرتے رہے تو اس کا جواب شاید قائلین نسخ پر ہم سے زیادہ مشکل ہو آخر میں ہم اپنے بھائیوں کو فخر المتاخرین استاد البند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا اس مسئلہ میں فیصلہ سنا کر بحث ختم کرتے ہیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا ہے وَالَّذِي يَرْفَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مَنْ لَا يَرْفَعُ فَإِنَّ آخِرَ مَا أَكْثَرُوا أَشْبَثُ (حجۃ اللہ البالغہ اذا کارو حیثات) یعنی جو لوگ رکوع کو جاتے ہوئے اور سر اٹھاتے ہوئے رفیعین کرتے ہیں وہ نہ کرنے والوں سے مجھے زیادہ پیارے ہیں۔ چوں کہ رفع الیدین کی حدیثیں تعداد میں زیادہ ہیں اور ثبوت بھی بیشتر۔ مزید بحث رفیعین کی دیکھنی ہو تو رسالہ تنویر الیقینین“ مصنفہ مولانا اسماعیل دہلوی یا ہمارا رسالہ آمین رفیعین مطالعہ کریں۔

فتاویٰ علمائے حدیث



محدث فتویٰ